صاحبزادہ انوارالحق

خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

خطیب اعظم مولانا محمد ضیاء القاسمی نوراللہ مرقدہ

نہ وہ قلم ہے جو غم کا رقم کرے احوال　　　نہ وہ زباں ہے سنائے جو حال درد نہاں

یہ میں نہیں میرا دل آپ سے متکلم ہے۔ میری روح آپ سے مخاطب ہے۔ آج آپ سے ایک ایسا مردِ قلندر کی بات کر رہا ہوں جو ہم میں سے چلا گیا لیکن اس کی پر عزم شخصیت کی پرچھائیاں ابھی تک ہم میں موجود ہیں دوسرے لفظوں میں ہم موجود لوگوں سے وہ ذات گرامی زیادہ موجود ہے۔ ہم زندہ لوگوں سے زیادہ زندہ ہے۔

دوام لوحِ زمانہ پہ ثبت ہے اس کا
ہے اس کی موت بھی اس کی حیات کا عنوان

جب میں مر جاؤں گا تو بس مر ہی جاؤں گا موت کے ساتھ ہی میرے نام کو گمنامی کی چادر ڈھانپ لے گی اور یہ صرف میرے ساتھ ہی نہیں ہو گا یہ تو دنیا کے ان گنت انسانوں کے ساتھ ہوا ہے۔ اور ہوتا ہی رہے گا۔ مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو زندہ ہوتے ہیں تو اپنے دور پر حکومت کرتے ہیں۔ اور جب اس دنیا سے بظاہر پردہ کر جاتے ہیں تو ان کی جسم وقد آور شخصیت پھیلتی چلی جاتی ہے، پھیلی ہی چلی جاتی ہے ان کی ذات کا دائرہ اپنے دور سے نکل کر دوسرے ادوار پر محیط و بسیط چلا جاتا ہے۔ اور یوں وہ ایک لازوال و بے مثال حکایت و روایت بن جاتے ہیں، اور موت کے بعد بھی اپنی عظمت و سطوت کے ساتھ آنے والی صدیوں میں زندہ رہتے ہیں۔ اور کچھ اس طرح زندہ رہتے ہیں کہ زندہ لوگوں کو ان کے زندہ ہونے کا شدید احساس ہوتا رہتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو نئی تہذیبوں، تمدنوں، نئے معاشروں اور ادبی و لسانی روائتوں کی صورت گری کرتے ہیں۔ کجلائی ہوئی انسانی اقدار کو اپنے درخشندہ افعال و اشغال کے سانچوں میں ڈھال کر اجالتے ہیں۔

کھائے گا اس کی جرأت اظہار کی قسم
جس ذہن میں بھی اس کا تصور ابھر گیا

یہ لوگ کسی ایک ملک یا بر اعظم کے شہری نہیں ہوتے بلکہ یہ تمام دنیا کے شہری ہوتے ہیں اور کسی ایک مذہب یا مسلک اور کسی ایک مخصوص تہذیب سے متعلق ہونے کے باوجود دنیا کے تمام مذاہب اور مہذب معاشروں میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ جنسِ گراں مایہ کی طرح عزیز رکھے جاتے ہیں اور محترم و مکرم سمجھے جاتے ہیں۔

خلد آشیانی خطیب یورپ و ایشیاء علامہ محمد ضیاء القاسمیؒ بھی دنیا بھر کے متمدن و مہذب معاشروں میں ایک قد آور اور ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے۔ ان کی جامع الکمالات اور ہمہ گیر شخصیت نے علم و فضل کا ایک بیش بہا خزانہ آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑا ہے۔ اور اسلام اور شعائرِ اسلام کے دفاع و تحفظ کے سلسلے میں انہوں نے اپنے خون جگر سے جو نقش گری و لالہ کاری کی ہے اس کے پیش نظر یہی کہا جاسکتا ہے کہ واقعی ایسی خصوصیات کے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں اور مر جانے کے بعد بھی صدیوں تک آنے والے معاشروں اور تہذیبوں کو اپنے دائرہ اثر و نفوذ سے نکلنے نہیں دیتے۔ مادرِ گیتی صدیوں تک ان کی ذات کے طلسمات میں گم رہتی ہے جب وہ زندہ ہوتے ہیں زمانہ انکے نقش قدم پر چلتا ہے اور جب وہ اس دنیا سے پردہ کر جاتے ہیں تو زمانہ انہی کے نقشِ قدم کو تلاش کرتا ہے۔ ایسی روشن شخصیتیں سورج کے ساتھ ساتھ نہیں گھوما کرتیں بلکہ وہ جس سمت میں گھومتی ہیں سورج اکتساب طلعت و تابش کے لئے ان کے ساتھ ساتھ گھوما کرتا ہے۔

اسلام کے اس شیدائی کی سج دھج ہی نرالی تھی یارو!
اک ہاتھ میں تھا فرمانِ نبیؐ اک ہاتھ میں پرچم قرآں کا

علامہ قاسمیؒ سالارِ کارواں تھے ایسا عظیم خطیب، واعظ، دانشور، مجاہد، مناظر، مبلغ اور بیدار دل و دماغ کا انسان صدیوں میں پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے جہاں بڑے بڑے جغادریوں کو راہِ راست دکھائی اور بوڑھوں کے ذہن صاف کئے وہیں انہوں نے نوجوانوں کو حوصلہ، یقین اور راہ مستقیم پر چلنے کی جرأت و ہمت دلائی ہے۔ علامہ قاسمیؒ ایک مشن تھے، علامہ قاسمیؒ کی زندگی ایک پیغام تھی، تنظیم تھی اور ایک دعوت تھی جو علم و آگہی کے خزانے دامن میں لئے ہوئے تھی۔

تاریخ کی نظر میں ہے اونچا ترا مقام
علم و ادب کی جوت جگا کر گیا ہے تو

آج علامہ قاسمیؒ ہم میں موجود نہیں لیکن یقین ہے کہ وہ جو کام چھوڑ گئے ہیں وہ صدیوں کی وسعتیں اور ان گنت پہنائیاں رکھتا ہے جس میں قوم و ملت کی تقدیر سازی اور دستگیری کے روشن امکان ہیں۔ علامہ قاسمی

اسلامی شاہراؤں پر ایسے پودے لگا گئے ہیں جن کے سائے ہمیشہ مسافروں کو تسکین دل اور راحت جاں دیتے رہیں گے ہر دور کے بحران میں قوم کو حوصلہ مندی کی تعلیم انکا شعار حیات رہا ہے اور جب بھی کسی فتنہ نے سر ابھارا ہے علامہ قاسمی نے سینہ سپر ہو کر اس کا سدباب کیا ہے۔

الغرض آپ جامع الحیثیات شخصیت کے مالک تھے اور ان کی ہر حیثیت پر "کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجا است" کی مثال صادق آتی ہے۔

یہ وہ دریا ہے جو کوزے میں کبھی بند نہ ہو
وہ سمندر ہے کنارہ نہیں جس کا کوئی

علامہ قاسمیؒ کی خطابت کا ایک عام سامع ہونے کے سبب میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ایک عہد آفریں خطیب تھے۔ ایک متین، متوازن، دردمند مگر منطقی انداز بیاں سے سلجھی ہوئی شخصیت تھے۔ ہمارے عہد میں اسلام کی جو خدمت انہوں نے اپنی خطابت کے ذریعے کی ہے وہ کسی اور سے نہیں ہو سکی۔ آپ کے خطبات میں مطالعہ کی بے حد وسعت، فہم وادراک کی زبردست قوت کے ساتھ انداز بیان کا ایک ایسا سلجھاؤ موجود ہے کہ ہر سطح کا پڑھنے والا اپنی اپنی فہم کے مطابق ان سے استفادہ کر سکتا ہے۔ آپ کی خطابت اور خطبات ابدی ہیں اور ان کی وجہ سے آپ کی شخصیت کا نقش بھی ابدی ہے۔

چھوڑا ہے تو نے گرچہ بظاہر یہ خاکداں
لیکن دلوں پہ آج بھی تیرا ہے اقتدار

علامہ قاسمیؒ ایک فرد نہ تھے بلکہ وہ تو ایک ادارہ تھے انہوں نے ملک کے انتہائی پر آشوب دور میں آواز حق بلند کی اور یہ آواز دیکھتے ہی دیکھتے ایک عظیم قوت کا روپ اختیار کر گئی۔ ایسی قوت جس کے سامنے ہر استعمار کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ وہ سوائے خدا کے کبھی کسی کے سامنے نہ جھکے۔ کوئی فرد یا جماعت تو کیا کوئی تہذیب بھی انہیں مرغوب نہ کر سکی۔ جب وطن عزیز پر ہر طرف شرک وبدعت کا طوطی نقار خانے میں ہر طرف بولتا تھا۔ اور وطن عزیز کے بھولے بھالے مسلمان اس کے سحر میں بری طرح اسیر تھے ایسے میں علامہ قاسمیؒ ہی تھے جنہوں نے اس طلسم کو توڑا۔ آپ کی شخصیت میں ایک مقناطیسی کشش تھی۔ جس کے باعث باطل اذہان کی کایا پلٹ گئی۔

یوں نقش ہوا آنکھوں کی پتلی میں وہ چہرہ
پھر ہم نے کسی اور کی صورت نہیں دیکھی

اگر مختصراً کہوں تو عمر ۶۳ سال، پر رعب جسم، پر نور سیاہ داڑھی جس میں ہلکی سی سفیدی، شگفتہ چہرہ،

باہمت بلند حوصلہ' مجاہدانہ چال' شیریں گفتار' سبک رفتار' رضائے الٰہی پر شاکر' صبر و استقامت کی علامت۔ علم کے ساتھ عمل' جرأت کے ساتھ صبر' فہم و فراست کی معراج' قوت فیصلہ کی انتہا' مقصد کی لگن' زندگی کی پاکیزگی' ماحول سے متاثر نہ ہونے کی طاقت' ہزاروں سال کے کھینچے ہوئے حصار سے آزاد ہو کر دل کی بات زبان پر لانے کی ہمت' تعقل و تفکر کی دعوتِ عام دینے کی قابلیت' توحید و سنت کا پروانہ' اقلیم خطابت کا شہنشاہ' ذہنوں کو بالیدگی عطا کرنے کی صلاحیت' دلوں کو طمانیت بخشنے والا تبسم' لوگوں میں خون دوڑا دینے والا تکلم' قرطاس پر زریں حروف بکھیرنے والا قلم' حق پر مر مٹنے کی تمنا' باطل کے آگے نہ جھکنے والا سر' جادۂ حق میں پیچھے نہ ہٹنے والا قدم' اکابر کے عشق و محبت سے لبریز سینہ' فراعین وقت کی خشمگیں آنکھوں سے ٹکرا جانے والی آنکھیں اور جبیں پر سجدوں کا تابندہ و رخشاں آفتاب کیا یہ تمام صفات کسی ایک انسان میں جمع ہو سکتی ہیں اگر یہ ممکن ہے تو کم از کم اس صدی میں پیدا ہونے والے انسان میں ان تمام بلند و ارفع خصوصیات کی حامل شخصیت صرف اور صرف میرے شیخ و مربی خطیب یورپ و ایشیاء علامہ محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی۔

ثانی نہ مرے یار کا پائیں یہ مہر و ماہ
برسوں چراغ لے کر اگر جستجو کریں!

دنیائے اسلام کا وہ عظیم خطیب جس نے مسلمانوں میں خالص توحید کی لہر پیدا کی۔ کتاب و سنت اور فقہ حنفی کا ترجمان' حق کا مناد' جس کی ذات' صداقت کا نشر گاہ ہے۔ اسلامی روایات کے دھندلے نقوش کو ابھارنے والا۔ اللہ کے دین کا وہ مخلص خدمت گزار جس کے قول و فعل پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ جس کی ساری جوانی خدمت دین کی نظر ہو گئی اور اسی غم' فکر اور محنت نے جسے مسنون عمر سے پہلے ہی بوڑھا کر دیا۔ جس کی زبان اور قلم نصف صدی سے حق کا اعلان کر رہے تھے۔ استدلال کا بادشاہ ارر عقلیات کا امام' اہلسنت والجماعت کے دلوں کی دھڑکن' دارالعلوم دیوبند کا حقیقی ترجمان' حق و صداقت کی نشانی' قاسم العلوم والخیرات' شیخ الہند' شیخ العرب والعجم اور امام الہد کے مشن کا امین و علمبردار گلشن امیر شریعت کا چہچہاتا ہوا بلبل۔ شمع ختم نبوت کا بیباک پروانہ عظمت اصحاب رسولؐ و اہلبیتؓ کا لاثانی وکیل' تاریخ ساز نابغہ روزگار شخصیت' تعلق باللہ اور اطاعت رسولؐ کا داعی' دار و رسن کی سختیاں جس کے پیام کو نہ روک سکیں اور کفر کے فتوؤں اور بہتان تراشیوں کا شور جس کی آواز کو نہ دبا سکا۔ خلافت راشدہ کا نفاذ جس کا مشن' شہادت حق جس کا پروگرام اور رضائے الٰہی جس کا مقصود!۔ اظہار حق کی خاطر جو ساری دینا کی ناخوشی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ ناقہوں نے اس پر طرح طرح کی تہمتیں جوڑیں اور دشنام طرازیاں کیں مگر اس نے صبر کیا۔ خطابت کو جس کی زبان نے بلندی اور پاکیزگی عطا کی اور فن خطابت کا بے تاج شہسوار۔ جس کے

خطبات اہلسنت والجماعت کا گراں قدر سرمایہ ہیں۔ خطابت میں ایک نئے طرز کا موجد۔ بولتا ہے جو بپھرے ہوئے طوفان اور مچلتی ہوئی بجلیوں کا سماں بندھ جاتا ہے۔ قادیانیت' رافضیت' بریلویت' غیر تقلیدیت' مودودیت' خارجیت اور ناصبیت جس کے نام سے لہراتی ہے۔ منکرین حدیث اور منکرین حیات النبی پر جس کا ذکر سن کر کابوس کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ حامئی سنت اور قامع شرک وبدعت۔ اس علمی وقار اور غیر معمولی شہرت کے باوجود عام لوگوں سے اس قدر بے تکلفی' سادگی اور خوش طبعی سے ملتا ہے جیسے وہ اپنے کو' کسی سے ذرا بھی ممتاز اور بلند نہیں سمجھتا۔ جو اپنے عہد میں اسلام کی آواز ہے اور گولیوں کی بوچھاڑ میں بھی جس کی آواز میں لرزش پیدا نہ ہو سکی گولیاں برستی رہیں اور کلمۂ حق بلند ہوتا رہا۔ جو داعی حق ہے' حق کی آواز ہے' حق کے نفاذ کا علمبردار ہے جس کے نزدیک اسلام ہی سرچشمہ قوت ہے اور اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی مسلک حق ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ ہی اس کے نزدیک جہاد ہے اور وہ اس جہاد میں سرگرم عمل رہے۔ ان کا ایمان ہے کہ فہم ودانش قرآن کی ترجمانی کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ سیرت پیغمبر اسلام ﷺ اپنائے بغیر زندگی میں سکون و طمانیت' امن و آشتی میسر آ ہی نہیں سکتی۔ ہاں جو تاریخ کی پیداوار نہیں بلکہ خود "تاریخ ساز" ہے!

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہل دل
ہم وہ نہیں ہیں جن کو زمانہ بنا گیا

"موت العالم موت العالم" کے مقولے کی صداقت کا احساس پہلی بار 29 دسمبر 2000ء کو اپنے پیارے دوست عثمان سے شیخ قاسمیؒ کی رحلت کی خبر سن کر ہوا۔ اور یہ بھی پہلی بار معلوم ہوا کہ انتہائے غم ہی میں نہیں انتہائے احساس محرومی میں بھی ایک ایسا مرحلہ آتا ہے۔ جب دلی تاثرات کا اظہار کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ اگر کسی کی عظمت کا انحصار اس کے کام کے اثرات و ثمرات پر منحصر ہے تو لاریب علامہ قاسمیؒ عظیم تھے ان کی دینی ادبی اور مسلکی خدمات ان کی زندگی ہی میں ہماری تاریخ کا حصہ بن چکی تھیں۔ خدا کرے ایمان کی یہ قندیل ہمارے دلوں میں ہمیشہ فروزاں رہے جو راہ عشق ووفا کا راہبر تھا!

پلکوں پہ چمکتے ہیں سرِ شام ستارے
آنکھوں سے تیرے عشق کا جادو نہیں نکلا

تیری خاطر جان جائے گی وفا کی راہ میں
زندگانی وقف۔ ہو گی بس خدا کی چاہ میں